OPEN ACCESS: Al Khadim Research Journal of Islamic Culture and Civilization
ISSN (ONLINE): 2710-0235 & ISSN (PRINT): 2710-0227
https://arjicc.com/index.php/arjicc

پیر حافظ ذوالفقار احمد نقشبندیؒ کی تصوف اور اصلاحِ معاشرہ میں خدمات

Pir Hafiz Zulfiqar Ahmad Naqshbandi Services in Tasawwuf and Social Reform

Dr. Waleed Khan
Lecturer Institute of Arabic & Islamic Studies, Govt College Women University Sialkot Pakistan
Email: waleedkhan764110.wk@gmail.com

Ghulam Rasool
Phd Scholor NCBA & E
Email: rasoolghulam927@gmail.com

Sana Maryam
Muslim Youth (MY) University Islamabad
Email: sanawaleed799@gmail.com

Received on: 05-10-2025 Accepted on: 15-11-2025

Abstract

Hazrat Maulana Pir Hafiz Zulfiqar Ahmad Naqshbandi Mujaddidi (1953–2025) was one of the prominent contemporary spiritual scholars of Pakistan. He belonged to Jhang and devoted a major part of his life to Tasawwuf, religious education, moral training and social reform. His distinctive contribution was that he presented Tasawwuf in a simple and practical form. For him, spiritual training was not limited to zikr, meditation or the relationship between a disciple and a spiritual guide; rather, it was closely connected with character, family life, social dealings, rights of people and obedience to Shariah. He established Mahad al-Faqir al-Islami in Jhang and developed Maktaba al-Faqir as an important publishing platform through which his lectures and writings reached a wide readership. A large number of his books and lecture collections deal with Tasawwuf, purification of the self, repentance, practical religious life, family reform and the moral training of the younger generation. This study discusses his background, spiritual training, educational and institutional services, major books and writings, and his role in social reform. The paper argues that his lasting contribution lies in connecting Tasawwuf with everyday life and presenting spiritual reform in a language that ordinary people, educated youth and modern readers could understand.

Keywords: Zulfiqar Ahmad Naqshbandi, Tasawwuf, Naqshbandiyyah, Tazkiyah, Social Reform, Jhang, Maktaba al-Faqir, Mahad al-Faqir.

تعارف

بر صغیر میں تصوف کی روایت بہت پرانی ہے۔ یہاں کے صوفیاء نے لوگوں کو صرف ذکر واذکار کی طرف متوجہ نہیں کیا بلکہ ان کے اخلاق، معاملات اور روزمرہ زندگی کی اصلاح بھی کی۔ اسی لیے خانقاہیں ایک زمانے میں ایسی جگہیں تھیں جہاں لوگ دینی مسئلہ پوچھنے کے ساتھ اپنے گھریلو، اخلاقی اور روحانی مسائل بھی لے کر آتے تھے۔ تصوف کا اصل مقصد انسان کے دل اور کردار کو بہتر بنانا تھا۔ آج کے دور میں اس ضرورت کی اہمیت مزید بڑھ گئی ہے۔ انسان کے پاس معلومات بہت ہیں، رابطے کے ذرائع بہت ہیں، سہولتیں زیادہ ہیں، لیکن اس کے باوجود غصہ، حسد، خود غرضی، گھریلو جھگڑے، بے اطمینانی، مادہ پرستی اور اخلاقی کمزوری کے مسائل کم نہیں ہوئے۔ اس صورت حال میں ان علماء اور مشائخ کی زندگی کا مطالعہ اہم ہو جاتا ہے جنہوں نے روحانی تربیت کو عملی زندگی سے جوڑا۔ حضرت مولانا پیر حافظ ذوالفقار احمد نقشبندی مجددیؒ کا شمار انہی شخصیات میں ہوتا ہے۔ ان کا تعلق جھنگ سے تھا اور ان کی پوری دینی، علمی اور روحانی زندگی اسی شہر سے گہری وابستگی رکھتی تھی۔ انہوں نے تعلیم، تصوف، وعظ، تصنیف، ادارہ سازی اور تربیت کے میدان میں کام کیا۔ 1984ء کے لگ بھگ انہوں نے جھنگ میں معہد الفقیر قائم کیا اور بعد میں مکتبۃ الفقیر کے ذریعے اپنی اور اپنے ادارے کی علمی و اصلاحی کاوشوں کو بڑے پیمانے پر شائع کیا۔ ان کے ایک سوانحی ماخذ میں ان کی تصانیف کی تعداد ڈیڑھ سو کے قریب اور خطبات پچاس سے زائد جلدوں میں بیان کیے گئے ہیں۔[1]

یہ مقالہ ان کی زندگی کے اسی پہلو کو سامنے لاتا ہے کہ انہوں نے تصوف کو کس طرح عام فہم انداز میں بیان کیا، اپنی کتابوں اور خطبات کے ذریعے اسے عوام تک پہنچایا، اور روحانی تربیت کو اصلاحِ معاشرہ سے کیسے جوڑا۔

پیر ذوالفقار احمد نقشبندیؒ کا تعارف

حضرت مولانا پیر حافظ ذوالفقار احمد نقشبندیؒ 1953ء میں جھنگ میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے ابتدائی تعلیم اپنے آبائی علاقے میں حاصل کی اور قرآن مجید حفظ کیا۔ بعد میں انہوں نے عصری تعلیم بھی حاصل کی اور انجینئرنگ کی تعلیم کے مرحلے سے گزرے۔ ان کی زندگی میں یہ بات نمایاں ہے کہ جدید تعلیم حاصل کرنے کے باوجود ان کی دلچسپی دینی علوم اور روحانی تربیت سے کم نہیں ہوئی۔[2]

اسی امتزاج نے بعد میں ان کے اندازِ گفتگو پر بھی اثر ڈالا۔ وہ دینی بات کرتے ہوئے جدید تعلیم یافتہ لوگوں کی ذہنی سطح کو سمجھتے تھے۔ ان کے خطابات میں مشکل اصطلاحات کے بجائے عام فہم انداز زیادہ نمایاں تھا۔ شاید یہی وجہ ہے کہ ان کی گفتگو صرف روایتی مذہبی حلقوں تک محدود نہیں رہی بلکہ طلبہ، نوجوانوں، ملازمین، تاجروں اور بیرون ملک رہنے والے مسلمانوں تک بھی پہنچی۔

ان کا انتقال دسمبر 2025ء میں ہوا۔ ان کی وفات کے بعد بھی ان کا ادارہ، ان کی کتابیں اور ان کے خطبات ان کی فکری اور روحانی میراث کو آگے بڑھا رہے ہیں۔[3]

نقشبندیہ مجددیہ سے تعلق

پیر ذوالفقار احمد نقشبندیؒ کی روحانی تربیت نقشبندیہ مجددیہ سلسلے سے ہوئی۔ یہ سلسلہ برصغیر میں حضرت خواجہ باقی باللہؒ، حضرت مجدد الف ثانیؒ اور ان کے بعد آنے والی علمی و روحانی روایت سے وابستہ ہے۔ اس سلسلے میں ذکر، سنت کی پابندی، اصلاحِ باطن، محاسبۂ نفس اور اللہ تعالیٰ سے مضبوط تعلق کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ ان کی سوانحی معلومات کے مطابق ان کا ابتدائی روحانی تعلق حضرت سید زوار حسین شاہؒ سے ہوا اور بعد میں حضرت خواجہ غلام حبیب نقشبندی مجددیؒ سے تعلق قائم ہوا۔ انہی سے انہوں نے سلوک و تربیت میں استفادہ کیا اور بعد میں خلافت بھی حاصل کی۔[4] یہ نسبت ان کی پوری زندگی پر اثر انداز ہوئی۔ ان کے ہاں تصوف کا مطلب دنیا سے الگ ہو جانا نہیں تھا بلکہ دنیا میں رہتے ہوئے اپنے دل، نیت اور کردار کو درست رکھنا تھا۔ وہ چاہتے تھے کہ ایک شخص بازار میں بھی مسلمان رہے، گھر میں بھی مسلمان رہے، کاروبار میں بھی دیانت دار رہے اور تنہائی میں بھی اللہ تعالیٰ کو یاد رکھے۔

تصوف کے بارے میں ان کی سوچ

پیر ذوالفقارؒ کی گفتگو کا ایک اہم پہلو یہ تھا کہ وہ تصوف کو بہت مشکل اور دور کی چیز بنا کر پیش نہیں کرتے تھے۔ ان کے نزدیک تصوف انسان کو اپنے آپ کو بدلنے کی تربیت دیتا ہے۔ وہاں سے ایک سیدھی سی بات سامنے آتی ہے: اگر ذکر کرنے کے بعد انسان کی زبان نرم نہیں ہوئی، اگر توبہ کے بعد گناہ سے بچنے کی کوشش پیدا نہیں ہوئی، اگر صحبتِ شیخ کے بعد اخلاق بہتر نہیں ہوئے اور اگر عبادت کے باوجود انسان دوسروں کے حقوق ادا نہیں کرتا تو روحانی تربیت کا مقصد ابھی پورا نہیں ہوا۔ اسی لیے ان کے ہاں تصوف اور عمل ساتھ ساتھ چلتے ہیں۔ ان کی کتاب "**زبدۃ السلوک** "میں بھی سلوک کے مباحث کو عملی تربیت کے ساتھ جوڑا گیا ہے۔ یہ کتاب ان کی اعتکاف کی مجالس کے مواد پر مشتمل ہے اور اس سے ان کے تربیتی انداز کا اندازہ ہوتا ہے۔[5]

جھنگ میں معہد الفقیر کا قیام

پیر ذوالفقارؒ کی سب سے بڑی عملی خدمت معہد الفقیر الاسلامی جھنگ کا قیام ہے۔ انہوں نے 1984ء کے قریب ٹوبہ روڈ جھنگ پر اس ادارے کی بنیاد رکھی۔ وقت کے ساتھ یہ ادارہ ایک وسیع دینی، تعلیمی اور روحانی مرکز بن گیا۔ اس میں مسجد، مدرسہ، رہائشی سہولیات، علمی سرگرمیاں، اشاعت اور تربیتی مجالس کا انتظام پیدا ہوا۔[6]

یہ ادارہ ان کی فکر کو سمجھنے کے لیے بھی اہم ہے۔ ان کے نزدیک صرف کتاب پڑھا دینا کافی نہیں تھا۔ طالب علم کو علم کے ساتھ ادب بھی سیکھنا چاہیے، عبادت کے ساتھ اخلاق بھی پیدا ہونے چاہئیں، اور دینی تعلیم کا اثر اس کے کردار میں بھی نظر آنا چاہیے۔

آج بھی معہد الفقیر سے متعلق ادارہ جاتی تعارف میں تعلیم، تزکیہ، تربیت اور دینی رہنمائی کو بنیادی مقاصد میں شامل کیا گیا ہے۔[7]

یہی وجہ ہے کہ معہد الفقیر کو صرف ایک مدرسہ یا خانقاہ سمجھنا مناسب نہیں۔ یہ دراصل ایک ایسے تربیتی تصور کی نمائندگی کرتا ہے جس میں علم اور اصلاح دونوں ساتھ چلتے ہیں۔

مکتبۃ الفقیر اور اشاعتی خدمات

پیر ذوالفقارؒ کی ایک بڑی خدمت **مکتبۃ الفقیر** کا قیام بھی ہے۔ انہوں نے اپنی تقریروں، دروس اور اصلاحی مواد کو صرف زبانی حلقوں تک محدود نہیں رہنے دیا بلکہ انہیں کتابوں کی شکل میں محفوظ کیا۔ ان کے سوانحی ماخذ کے مطابق جھنگ میں طباعت، کتابوں کی اشاعت، جلد بندی اور دیگر اشاعتی سہولیات کا بھی انتظام قائم کیا گیا تھا۔[8]

یہ کام بظاہر ایک طباعتی سرگرمی لگتا ہے، لیکن حقیقت میں اس کی اصلاحی اہمیت بہت زیادہ ہے۔ مجلس ختم ہونے کے بعد بات ختم نہیں ہوتی؛ کتاب باقی رہتی ہے۔ ایک شخص جو کسی مجلس میں شریک نہیں ہو سکتا، وہ کتاب پڑھ کر اسی بات سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ یوں ان کی اصلاحی گفتگو ایک نسل سے دوسری نسل تک منتقل ہوتی رہی۔

ان کی تصنیفی خدمات

پیر ذوالفقارؒ کی خدمات میں تصنیف و تالیف کو بہت اہم مقام حاصل ہے۔ دستیاب فہرستوں میں ان کی متعدد کتابیں ملتی ہیں، جن میں تصوف و سلوک، معمولاتِ سلسلۂ نقشبندیہ، عمل سے زندگی بنتی ہے، دعائیں قبول نہ ہونے کی وجوہات، فقیر کا پیام نئی نسل کے نام، پاجا سراغِ زندگی، خواتین کے لیے تربیتی بیانات، لاہور سے تاخاکِ بخارا و سمرقند وغیرہ شامل ہیں۔[9]

ان کتابوں کو دیکھنے سے ان کی ترجیحات بھی سامنے آتی ہیں۔ ایک طرف تصوف اور سلوک ہے، دوسری طرف عمل اور اخلاق، پھر نوجوانوں اور خواتین کی تربیت، اور اس کے ساتھ سفر نامہ اور سیرت جیسے موضوعات بھی ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ دین کو زندگی کے مختلف حصوں میں دیکھتے تھے۔ ان کی کتابوں کی ایک خاص خوبی یہ ہے کہ وہ صرف نظری گفتگو نہیں کرتیں بلکہ عام آدمی کے سوالات اور عملی حالات سے بات کرتی ہیں۔

"تصوف و سلوک" اور "معمولاتِ سلسلہ نقشبندیہ"

ان کی علمی و روحانی خدمات کا ذکر ان دونوں کتابوں کے بغیر مکمل نہیں ہوتا۔

"تصوف و سلوک" میں ان کے روحانی فکر اور سلوک کے بنیادی موضوعات سامنے آتے ہیں۔ دوسری طرف "معمولاتِ سلسلہ نقشبندیہ" میں نقشبندی سلسلے سے وابستہ معمولات اور تربیتی طریق کار کا تعارف ملتا ہے۔ ریختہ کی فہرست میں "معمولات سلسلہ نقشبندیہ" کو باقاعدہ کتاب کے طور پر درج کیا گیا ہے اور اس کا موضوع تصوف بتایا گیا ہے۔[10]

ان کتابوں کا مطالعہ یہ سمجھنے میں مدد دیتا ہے کہ ان کے نزدیک سلوک محض ایک جذباتی کیفیت نہیں تھا بلکہ باقاعدہ تربیتی زندگی تھی۔ نماز، ذکر، تلاوت، توبہ، محاسبہ اور دینی معمولات مل کر شخصیت کو بنانے کا کام کرتے ہیں۔

"عمل سے زندگی بنتی ہے"

پیر ذوالفقارؒ کی معروف کتاب "عمل سے زندگی بنتی ہے" ان کی اصلاحی فکر کو سمجھنے کے لیے خاص اہمیت رکھتی ہے۔ یہ کتاب 2009ء میں مکتبۃ الفقیر، فیصل آباد سے شائع ہوئی اور 301 صفحات پر مشتمل ہے۔[11]

کتاب کے عنوان ہی سے ان کے اندازِ فکر کی وضاحت ہو جاتی ہے۔ وہ محض اچھی بات سننے کے قائل نہیں تھے بلکہ اس بات پر زور دیتے تھے کہ اچھی بات زندگی میں داخل بھی ہو۔ یہی نقطہ ان کی اصلاحی مجلسوں میں بھی نمایاں دکھائی دیتا ہے۔

اسلامی تعلیمات میں بھی عمل کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ علم انسان کو راستہ بتاتا ہے، لیکن قدم انسان خود اٹھاتا ہے۔ پیر صاحبؒ کی بہت سی گفتگو اسی فرق کو واضح کرتی تھی کہ صرف سننا کافی نہیں، اپنے آپ کو بدلنا ضروری ہے۔

"دعائیں قبول نہ ہونے کی وجوہات"

یہ کتاب بھی ان کے اصلاحی انداز کی ایک مثال ہے۔ دعا ہر مسلمان کی زندگی کا حصہ ہے، لیکن پیر ذوالفقارؒ نے دعا کے ساتھ انسان کی اپنی حالت اور اعمال کی طرف توجہ دلائی۔ ریختہ پر یہ کتاب بھی ان کی تصانیف میں شامل ہے۔[12]

اس عنوان میں ایک بڑا تربیتی پہلو موجود ہے۔ آدمی صرف اپنی ضرورت بیان کرنے کے بجائے اپنے اعمال پر بھی نظر ڈالے۔ کیا کمائی حلال ہے؟ کیا دل میں ظلم ہے؟ کیا کسی کا حق دبایا گیا ہے؟ کیا انسان نے توبہ کی ہے؟ اس طرح دعا کے موضوع کو بھی اخلاقی اصلاح سے جوڑ دیا جاتا ہے۔

"فقیر کا پیام نئی نسل کے نام"

پیر ذوالفقارؒ نوجوانوں کے مسائل کو سمجھتے تھے۔ اسی لیے انہوں نے نئی نسل کے نام بھی خصوصی پیغام دیا۔ "فقیر کا پیام نئی نسل کے نام" ان کی ان تصانیف میں شامل ہے جن کا براہِ راست تعلق نوجوانوں کی تربیت سے ہے۔[13]

نوجوانوں کے بارے میں ان کا انداز صرف شکایت کرنے والا نہیں تھا۔ وہ ان کے اندر دینی ذوق پیدا کرنے، انہیں مقصدِ زندگی سمجھانے اور ان کے لیے عملی نمونہ فراہم کرنے کی کوشش کرتے تھے۔

یہ پہلو آج خاص طور پر اہم ہے۔ موجودہ نوجوان موبائل، انٹرنیٹ، سوشل میڈیا اور تیز رفتار ثقافتی تبدیلیوں کے درمیان زندگی گزار رہا ہے۔ اس کے لیے صرف یہ کہنا کافی نہیں کہ "یہ سب چھوڑ دو"؛ اسے بہتر راستہ بھی دکھانا ہوگا۔ پیر ذوالفقارؒ کی دعوت میں تربیت کا یہ پہلو موجود تھا۔

خواتین کی تربیت

ان کی تصنیفات میں "خواتین کے لیے تربیتی بیانات "کا ذکر بھی ملتا ہے۔[14]

اس سے واضح ہوتا ہے کہ وہ معاشرتی اصلاح کو صرف مردوں کا مسئلہ نہیں سمجھتے تھے۔ خاندان کی تربیت میں عورت کا کردار بنیادی ہے۔ ایک ماں کی دینی اور اخلاقی کیفیت کا اثر بچوں پر پڑتا ہے۔ اسی طرح میاں بیوی کا تعلق بھی ایک پورے گھر کے ماحول کو متاثر کرتا ہے۔ اس لیے خواتین کے لیے الگ تربیتی مواد تیار کرنا ان کی اصلاحی فکر کا ایک اہم حصہ تھا۔

"لاہور سے تا خاکِ بخارا و سمرقند"

ان کی تصانیف میں ایک سفرنامہ بھی ملتا ہے " :**لاہور سے تا خاکِ بخارا و سمرقند**"۔ یہ کتاب مکتبۃ الفقیر فیصل آباد سے 2005ء میں شائع ہوئی اور 293 صفحات پر مشتمل ہے۔ اسے کتابیات میں سفرنامہ کے طور پر درج کیا گیا ہے۔[15]

یہ کتاب بظاہر ان کی صوفیانہ اور اصلاحی کتابوں سے مختلف دکھائی دیتی ہے، لیکن اس طرح کی کتابیں ان کی علمی شخصیت کا دوسرا رخ سامنے لاتی ہیں۔ ان کے ہاں دین صرف ایک محدود خانقاہی موضوع نہیں تھا بلکہ تاریخ، مسلم تہذیب، اسلامی مراکز اور سفر کے تجربات سے بھی تعلق رکھتا تھا۔

"پاجا سراغِ زندگی"

"پاجا سراغِ زندگی" بھی ان کی معروف تصانیف میں شامل ہے اور ریختہ کی فہرست میں 2013ء کی اشاعت کے ساتھ درج ہے۔[16] کتاب کے عنوان سے ہی زندگی کے مقصد، انسان کے باطن اور عملی سمت کی طرف توجہ کا اندازہ ہوتا ہے۔ ان کی اصلاحی گفتگو میں بھی یہی سوال بار بار سامنے آتا ہے کہ انسان اپنی زندگی کس مقصد کے لیے گزار رہا ہے اور اسے اپنے وقت اور صلاحیتوں کا کیا کرنا چاہیے۔

سیرت اور خطبات

پیر ذوالفقارؒ نے سیرتِ نبوی ﷺ کے موضوع پر بھی بیانات کیے جو بعد میں "**بیاناتِ سیرت** " کے نام سے مرتب ہوئے۔ اس مجموعے میں ان کے سیرت سے متعلق دروس و بیانات کو جمع کیا گیا ہے۔[17]

اسی طرح ان کے **خطباتِ فقیر** کئی جلدوں میں شائع ہوئے۔ دستیاب کتابی ریکارڈ میں خطباتِ فقیر کی مختلف جلدیں ملتی ہیں، جن میں جلد 6، جلد 24، جلد 26 اور جلد 27 کے ریکارڈ بھی موجود ہیں۔[18]

ان خطبات کی اہمیت یہ ہے کہ ان میں ان کی عوامی زبان محفوظ ہو گئی ہے۔ کتابیں بعض اوقات مرتب شدہ اور موضوعاتی ہوتی ہیں، لیکن خطبات میں ایک مربی اپنے مخاطب کے ساتھ براہِ راست گفتگو کرتا ہے۔ اس سے ان کے اصلاحی انداز اور مزاج کو سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔

تصوف اور اصلاحِ نفس

پیر ذوالفقارؒ کی تمام خدمات میں ایک مرکزی خیال اصلاحِ نفس ہے۔

وہ انسان کو پہلے اپنے اندر دیکھنے کی طرف لے جاتے ہیں۔ دوسروں کی غلطیاں تلاش کرنا آسان ہے، اپنی خامیاں دیکھنا مشکل ہے۔ تصوف انسان کو اسی مشکل کام کی طرف لے جاتا ہے۔ حسد ختم کرنا، غصہ قابو میں رکھنا، زبان کی حفاظت کرنا، نظر کی حفاظت کرنا، حرام سے بچنا، تکبر سے نکلنا، ریا سے بچنا اور اللہ تعالیٰ سے تعلق مضبوط کرنا ان کی تربیتی گفتگو کے اہم موضوعات رہے۔

ان کی اس فکر کو آج کے معاشرے کے ساتھ جوڑیں تو بات بالکل واضح ہو جاتی ہے۔ رشوت صرف ایک قانونی جرم نہیں، اس کے پیچھے لالچ بھی ہے۔ غیبت صرف زبان کا گناہ نہیں، اس کے پیچھے کسی کو کمتر سمجھنا بھی ہے۔ گھریلو جھگڑے صرف چند الفاظ سے نہیں بنتے، ان کے پیچھے غصہ، انا اور عدمِ برداشت بھی ہوتی ہے۔ اس لیے بیرونی قانون کے ساتھ اندرونی اصلاح بھی ضروری ہے۔

اصلاحِ معاشرہ کے لیے ان کا طریقہ

پیر ذوالفقارؒ کے کام کا جائزہ لیا جائے تو ان کا اصلاحی طریقہ چند سادہ باتوں میں سامنے آتا ہے۔

وہ پہلے اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق مضبوط کرنے پر زور دیتے تھے۔ پھر عبادات کی پابندی، اس کے بعد اخلاق، پھر معاملات اور آخر میں معاشرے کی ذمہ داری۔ یعنی ایک اچھا انسان صرف وہ نہیں جو مسجد میں نظر آئے، بلکہ وہ بھی ہے جو گھر میں اچھا شوہر اور باپ ہو، کاروبار میں دیانت دار ہو، پڑوسی کے لیے باعثِ راحت ہو اور کمزور انسان کے ساتھ اچھا سلوک کرے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی مجالس میں تصوف اور اخلاق ساتھ ساتھ چلتے ہیں۔ ان کے نزدیک اللہ کی یاد انسان کو مخلوق سے دور کرنے کے لیے نہیں بلکہ مخلوق کے حقوق بہتر طور پر ادا کرنے کے لیے تیار کرتی ہے۔

خاندان کی اصلاح

پیر ذوالفقارؒ کی اصلاحی سوچ میں خاندان کو خاص اہمیت حاصل تھی۔ ان کی تربیتی گفتگو میں میاں بیوی، والدین، اولاد، رشتہ داروں اور گھریلو ماحول کے مسائل شامل رہے۔ خاندان اگر اندر سے کمزور ہو تو پورا معاشرہ متاثر ہوتا ہے۔ اس لیے گھر میں نماز کا ماحول، اچھا اخلاق، برداشت، معافی، باہمی احترام اور حلال کمائی کی اہمیت ان کے پیغام کا حصہ بنتی تھی۔ یہ اصلاحی انداز آج پہلے سے زیادہ ضروری معلوم ہوتا ہے، کیونکہ بہت سے گھریلو مسائل کا تعلق کسی بڑے نظری مسئلے سے نہیں بلکہ غصے، انا، بداعتمادی اور ایک دوسرے کو سمجھنے کی کمی سے ہوتا ہے۔

نوجوانوں کے لیے ان کی اہمیت

ان کی دعوت کا ایک اہم میدان نوجوان تھے۔ انہوں نے نوجوان کو صرف گناہوں سے ڈرانے کے بجائے اللہ سے تعلق، مقصدِ زندگی، وقت کی قدر اور نیک صحبت کی طرف متوجہ کیا۔ ان کی کتاب "**فقیر کا پیام نئی نسل کے نام**" اسی توجہ کی ایک واضح مثال ہے۔ اسی طرح ان کے خطابات میں بھی نوجوانوں کے دینی اور اخلاقی مسائل پر گفتگو ملتی ہے۔[19]

یہ انداز اس لیے مؤثر تھا کہ اس میں نوجوان کو معاشرے سے نکالنے کے بجائے اسے معاشرے کے اندر رہتے ہوئے اچھا مسلمان بنانے کی کوشش کی گئی۔

عام لوگوں میں دینی شعور پیدا کرنا

پیر ذوالفقارؒ کی ایک بڑی کامیابی یہ بھی تھی کہ انہوں نے پیچیدہ دینی اصطلاحات کو عام لوگوں کی زبان میں بیان کیا۔ ان کی مجلس میں آنے والا شخص اگر تخصص کا طالب علم نہ بھی ہو تو بھی بنیادی بات سمجھ سکتا تھا۔ یہی سادگی ان کی کتابوں میں بھی محسوس ہوتی ہے۔ **"عمل سے زندگی بنتی ہے"** جیسے عنوانات خود بتاتے ہیں کہ مخاطب عام آدمی ہے۔[20]

اس طرح انہوں نے تصوف کو عوام کے قریب کیا۔ ان کی بات میں تصوف موجود تھا، مگر اس کی زبان روزمرہ زندگی کی زبان تھی۔

تصوف اور معاشرتی برائیاں

اگر ان کی اصلاحی فکر کو موجودہ معاشرتی مسائل کے ساتھ رکھا جائے تو کئی اہم تعلقات سامنے آتے ہیں۔ تکبر کے مقابلے میں عاجزی، حسد کے مقابلے میں قناعت، غصے کے مقابلے میں صبر، جھوٹ کے مقابلے میں سچائی، خیانت کے مقابلے میں امانت، اور خودغرضی کے مقابلے میں ایثار کی تربیت ان کے پیغام کا حصہ تھی۔ یہ تربیت دراصل معاشرتی اصلاح ہی ہے۔

ایک آدمی اگر اپنے آپ کو بدل لیتا ہے تو ایک گھر بدلتا ہے۔ ایک اچھا گھر کئی اچھے افراد تیار کرتا ہے۔ اچھے افراد معاشرے کا مزاج بدلتے ہیں۔ اسی لیے روحانی اصلاح کو معاشرتی اصلاح سے الگ نہیں کیا جا سکتا۔

پیر ذوالفقارؒ کی خدمات کا ایک خاص پہلو: کتاب اور مجلس

ان کی شخصیت کا ایک خوبصورت پہلو یہ ہے کہ انہوں نے مجلس اور کتاب دونوں کو ساتھ رکھا۔ مجلس میں فوری اثر پیدا ہوتا ہے؛ کتاب میں دیرپا اثر محفوظ ہو جاتا ہے۔ مجلس میں ایک شخص براہِ راست سنتا ہے؛ کتاب ایک ہی وقت میں ہزاروں افراد تک پہنچ سکتی ہے۔ انہوں نے اپنی گفتگو کو کتابوں میں محفوظ کر کے دراصل اپنی اصلاحی فکر کو وقت کی قید سے نکال دیا۔ مکتبۃ الفقیر نے اس کام کو مزید مضبوط کیا اور ان کے بہت سے بیانات، کتابیں اور تربیتی مواد شائع ہوا۔[21]

مجموعی جائزہ

پیر ذوالفقار احمد نقشبندیؒ کی شخصیت کو صرف ایک پیر یا خانقاہی بزرگ کے عنوان سے دیکھنا ان کی خدمات کو محدود کر دے گا۔ ان کے ہاں تصوف بھی تھا، تعلیم بھی؛ وعظ بھی تھا، تصنیف بھی؛ خانقاہ بھی تھی، ادارہ بھی؛ اور فرد کی تربیت بھی تھی، معاشرے کی اصلاح بھی۔ ان کی سب سے بڑی خوبی شاید یہی تھی کہ انہوں نے دین کو عام انسان کی زندگی سے جوڑا۔ وہ شخص جو دینی اصطلاحات سے واقف نہیں تھا، وہ بھی ان کی بات سمجھ سکتا تھا۔ ایک نوجوان اپنی زبان میں بات سن سکتا تھا، ایک عام گھرانہ اپنے مسئلے کی طرف رہنمائی لے سکتا تھا اور ایک طالب علم سلوک کے بنیادی تصورات سے واقف ہو سکتا تھا۔

ان کی کتابوں کے موضوعات بھی ان کی اسی وسعتِ فکر کی نمائندگی کرتے ہیں۔ تصوف و سلوک اور معمولاتِ سلسلۂ نقشبندیہ روحانی تربیت کی طرف رہنمائی کرتے ہیں، عمل سے زندگی بنتی ہے عملی اصلاح کی دعوت دیتی ہے، دعائیں قبول نہ ہونے کی وجوہات انسان کو اپنے اعمال پر نظر ڈالنے کی طرف متوجہ کرتی ہے، فقیر کا پیام نئی نسل کے نام نوجوانوں کی تربیت سے متعلق ہے، خواتین کے لیے تربیتی بیانات خاندان اور خواتین کی دینی رہنمائی پر توجہ دلاتی ہے، جبکہ بیاناتِ سیرت ان کے تعلقِ سیرت کو سامنے لاتے ہیں۔[22]

خلاصہ تحقیق

حضرت مولانا پیر حافظ ذوالفقار احمد نقشبندیؒ کی دینی اور روحانی خدمات کا مطالعہ کرنے سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ ان کے ہاں تصوف ایک زندہ اور عملی تربیتی نظام تھا۔ وہ انسان کو صرف ذکر کرنے والا نہیں بلکہ اچھا انسان بنانا چاہتے تھے۔ ان کی اصل توجہ انسان کے دل، اخلاق اور عمل پر تھی۔ وہ چاہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر زبان پر ہو تو اس کا اثر کردار میں بھی آئے؛ قرآن پڑھا جائے تو اس کا اثر معاملات میں ظاہر ہو؛ توبہ کی جائے تو زندگی میں تبدیلی پیدا ہو؛ اور صحبتِ شیخ حاصل ہو تو اس کا نتیجہ عاجزی، اخلاص اور حسنِ سلوک کی صورت میں نکلے۔ جھنگ میں معہد الفقیر کا قیام، مکتبۃ الفقیر کی اشاعتی خدمات، وسیع پیمانے پر خطابات، متعدد تصانیف اور نوجوانوں و خواتین کی تربیت اس بات کی شہادت دیتی ہے کہ ان کا کام ایک محدود خانقاہی دائرے تک نہیں تھا۔

ان کی کتابیں بھی ان کی خدمات کا مستقل باب ہیں۔ تصوف و سلوک، معمولاتِ سلسلۂ نقشبندیہ، عمل سے زندگی بنتی ہے، دعائیں قبول نہ ہونے کی وجوہات، فقیر کا پیام نئی نسل کے نام، پاجا سراغِ زندگی، خواتین کے لیے تربیتی بیانات، بیاناتِ سیرت اور دیگر مجموعے ان کی فکری اور اصلاحی محنت کا حصہ ہیں۔

نتائج

اس مطالعے سے چند بنیادی نتائج سامنے آتے ہیں:

اول یہ کہ پیر ذوالفقار احمد نقشبندیؒ کی تصوف کی تعبیر عملی تھی۔ وہ ذکر اور سلوک کو اخلاق اور کردار سے الگ نہیں کرتے تھے۔

دوم یہ کہ ان کی اصلاحی فکر میں فرد کی اصلاح معاشرتی اصلاح کی بنیاد تھی۔ وہ سمجھتے تھے کہ جب انسان کی نیت، دل اور اخلاق بہتر ہوں گے تو اس کے گھر اور معاملات بھی بہتر ہوں گے۔

سوم یہ کہ معہد الفقیر اسلامی جھنگ ان کی سب سے اہم ادارہ جاتی خدمات میں شمار ہوتا ہے۔ اس کے ذریعے انہوں نے تعلیم اور تربیت کو ایک ساتھ چلایا۔

چہارم یہ کہ مکتبۃ الفقیر کے ذریعے ان کے خطابات اور کتابیں بڑی تعداد میں شائع ہوئیں، جس سے ان کا اصلاحی پیغام وسیع حلقے تک پہنچا۔

پنجم یہ کہ ان کی تصانیف کے موضوعات بہت وسیع ہیں، لیکن ان کے درمیان ایک ربط موجود ہے اور وہ انسانی اصلاح ہے۔

ششم یہ کہ انہوں نے نوجوانوں اور خواتین کی تربیت کو بھی اہم سمجھا، جو معاشرتی اصلاح کے لیے بنیادی حیثیت رکھتی ہے۔

ہفتم یہ کہ ان کی اصلاحی فکر میں سادگی ایک اہم خوبی تھی۔ انہوں نے تصوف کو مشکل فلسفہ بنانے کے بجائے روزمرہ زندگی کے مسائل سے جوڑ کر بیان کیا۔

اس لیے پیر ذوالفقار احمد نقشبندیؒ کو صرف ایک صوفی بزرگ کے طور پر نہیں بلکہ ایک مربی، مصنف، مدرس، داعی اور اصلاحی شخصیت کے طور پر دیکھنا زیادہ مناسب ہے۔ ان کی زندگی کا بنیادی سبق یہی تھا کہ معاشرے کو بدلنے کا راستہ انسان کے اپنے دل سے شروع ہوتا ہے۔ جب انسان اپنے نفس کی اصلاح کرتا ہے، اپنے گھر کو سنوارتا ہے، اپنے معاملات درست کرتا ہے اور دوسروں کے حقوق کا خیال رکھتا ہے تو یہی چھوٹی چھوٹی تبدیلیاں مل کر معاشرتی اصلاح کی بنیاد بنتی ہیں۔

حواشی و حوالہ جات

1. مولانا اللہ وسایا، "مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندیؒ کی دینی و علمی خدمات: معہد الفقیر سے عالمگیر شہرت تک"، معتمد سوانحی مواد، 2026ء۔
2. مذکورہ سوانحی ماخذ؛ پیر ذوالفقار احمد نقشبندیؒ کے ابتدائی تعلیمی اور عصری تعلیمی پس منظر کے حوالے سے۔
3. پیر ذوالفقار احمد نقشبندیؒ کی وفات اور بعد از وفات علمی و ادارہ جاتی صورتِ حال کے لیے مذکورہ سوانحی مواد۔
4. پیر ذوالفقار احمد نقشبندیؒ کے روحانی سفر اور مشائخِ سلسلہ کے حوالے سے سوانحی مواد۔
5. ذوالفقار احمد نقشبندی، زبدۃ السلوک، مکتبۃ الفقیر؛ اعتکاف کی مجالس پر مشتمل تربیتی مجموعہ۔
6. مولانا اللہ وسایا، مذکورہ مضمون، معہد الفقیر کی بنیاد اور اس کی تعمیر و توسیع کے حوالے سے۔
7. Mahad al-Faqir al-Islami، ادارہ جاتی تعارف، تعلیم، تزکیہ اور تربیت کے مقاصد۔
8. مولانا اللہ وسایا، مذکورہ مضمون، مکتبۃ الفقیر، طباعت و اشاعت اور علمی خدمات کے حوالے سے۔
9. ذوالفقار احمد نقشبندی کی تصانیف کی فہرست، ریختہ اردو ای بکس۔
10. ذوالفقار احمد نقشبندی، معمولات: سلسلۂ نقشبندیہ، مکتبۃ الفقیر، 96 صفحات۔
11. ذوالفقار احمد نقشبندی، عمل سے زندگی بنتی ہے، مکتبۃ الفقیر، فیصل آباد، 2009ء، 301 صفحات۔
12. ذوالفقار احمد نقشبندی، دعائیں قبول نہ ہونے کی وجوہات، مکتبۃ الفقیر۔

13. ذوالفقار احمد نقشبندی، فقیر کا پیام نئ نسل کے نام، مکتبۃ الفقیر۔

14. ذوالفقار احمد نقشبندی، خواتین کے لیے تربیتی بیانات، مکتبۃ الفقیر، 2004ء۔

15. ذوالفقار احمد نقشبندی، لاہور سے تا خاکِ بخارا و سمرقند، مکتبۃ الفقیر، فیصل آباد، 2005ء، 293 صفحات۔

16. ذوالفقار احمد نقشبندی، پا جا سراغِ زندگی، مکتبۃ الفقیر، 2013ء۔

17. ذوالفقار احمد نقشبندی، بیاناتِ سیرت، مرتب: محمد رضوان قریشی نقشبندی، مکتبۃ الفقیر، 2015ء۔

18. ذوالفقار احمد نقشبندی، خطباتِ فقیر، مختلف جلدیں، مکتبۃ الفقیر، فیصل آباد۔ دستیاب کتابی ریکارڈ میں متعدد جلدیں درج ہیں۔

19. ذوالفقار احمد نقشبندی، فقیر کا پیام نئ نسل کے نام، ریختہ پر درج تصانیف میں شامل۔

20. ذوالفقار احمد نقشبندی، عمل سے زندگی بنتی ہے، مذکورہ بالا، مکتبۃ الفقیر، 2009ء۔

21. پیر ذوالفقار احمد نقشبندیؒ کی تصنیفی و اشاعتی خدمات، مکتبۃ الفقیر کے تعارفی مواد کے مطابق۔

22. ذوالفقار احمد نقشبندی کی تصانیف اور بیاناتِ سیرت، ریختہ و دیگر کتابی فہارس۔